سُورَةُ الوَاقِعَةِ

سُوْرَةُ الْوَاقِعَة

سورۂ واقعہ کا تعارف

مقامِ نزول

سورۂ واقعہ اس آیت ”اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ“ اور اس آیت ”ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ“ کے علاوہ مکیہ ہے۔ [1]

رکوع اور آیات کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع اور 96 آیتیں ہیں۔

”واقعہ“ نام رکھنے کی وجہ

”واقعہ“ قیامت کا ایک نام ہے اور اس سورت کا نام ”واقعہ“ اس کی پہلی آیت میں مذکور لفظ ”اَلْوَاقِعَةُ“ کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔

سورۂ واقعہ کے فضائل

(1)......حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جو شخص روزانہ رات کے وقت سورۂ واقعہ پڑھے تو وہ فاقے سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔“ [2]

(2)......حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ سورۃُ الغِنٰی (یعنی محتاجی دور کرنے والی سورت) ہے۔“ [3]

(3)......مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس اس وقت تشریف لائے جب وہ مرضِ وفات میں مبتلا تھے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان سے فرمایا ”آپ

1......جلالین، تفسیر سورة الواقعة، ص٤٤٥-٤٤٦.

2......شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان...الخ، ٤٩٢/٢، الحدیث: ٢٥٠٠.

3......مسند الفردوس، باب العین، ١٠/٣، الحدیث: ٤٠٠٥.

کس چیز کی تکلیف محسوس کررہے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا: اپنے گناہوں کی تکلیف محسوس کررہا ہوں۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''آپ کو کس چیز کی آرزو ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ''مجھے اپنے ربعَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی آرزو ہے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''آپ کسی طبیب کو کیوں نہیں بلوا لیتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ''طبیب ہی نے تو مجھے مرض میں مبتلا کیا ہے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''کیا ہم آپ کو کچھ (مال) عطا کرنے کا حکم نہ کریں! حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ''مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''ہم وہ مال آپ کی بیٹیوں کو دے دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا ''انہیں بھی اس مال کی کوئی ضرورت نہیں، میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ سورۂ واقعہ پڑھا کریں کیونکہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''جو شخص روزانہ رات کے وقت سورۂ واقعہ پڑھے تو وہ فاقے سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔[1]

(4)......حضرت مسروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ''جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ اَوّلین وآخرین کا علم اور دنیا وآخرت کا علم جان جائے تو اسے چاہئے کہ سورۂ واقعہ پڑھ لے۔[2]

سورۂ واقعہ کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالٰی کی وحدانیّت کے دلائل، حشر کے اَحوال اور لوگوں کا انجام بیان کیا گیا ہے اور اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں،

(1)......اس سورت کی ابتداء میں قیامت قائم ہونے اور اس وقت زمین کے تھرتھرانے اور پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہوجانے کا ذکر ہے۔

(2) ......حساب کے وقت لوگوں کی تین قسمیں بیان کی گئیں۔ **(1)** دائیں طرف والے۔ **(2)** بائیں طرف والے۔ **(3)** سبقت کرنے والے۔ پھر ان تینوں اَقسام کے لوگوں کا حال اور قیامت کے دن ان کے لئے جو جزا تیار

---

1 ......مدارك، الواقعة، تحت الآية: ٩٦، ص ١٢٠٥.

2 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الزهد، کلام مسروق، ٢١١/٨، روایت نمبر: ٩.

کی گئی ہے اسے بیان فرمایا گیا۔

(3)......اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیّت کے دلائل، انسانوں کی تخلیق، نَباتات کو پیدا کرنے اور پانی نازل کرنے میں اس کی قدرت کے کمال پر دلائل بیان کئے گئے۔

(4)......قرآنِ پاک کا ذکر کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ قرآن پاک سب جہانوں کے پالنے والے رب تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔

(5)......اس سورت کے آخر میں ان تین اَقسام کے لوگوں کا حال اور ان کا انجام بیان کیا گیا۔ **(1)** سعادت مند۔ **(2)** بدبخت، اور **(3)** نیکیوں میں سبقت کرنے والے۔

سورۂ رحمٰن کے ساتھ مناسبت

سورۂ واقعہ کی اپنے سے ماقبل سورت ''رحمٰن'' کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں قیامت کے حالات، جنت کے اَوصاف اور جہنم کی ہَولناکیاں بیان کی گئی ہیں۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ جو چیز سورۂ رحمٰن کے شروع میں ذکر کی گئی اسے سورۂ واقعہ کے آخر میں بیان کیا گیا اور جو چیز سورۂ رحمٰن کے آخر میں بیان کی گئی اسے سورۂ واقعہ کی ابتداء میں بیان کیا گیا جیسے سورۂ رحمٰن کے شروع میں قرآنِ مجید کا ذکر کیا گیا، پھر سورج اور چاند کا، پھر نباتات کا، پھر انسانوں اور جِنّات کی تخلیق کا ذکر کیا گیا، پھر قیامت، جہنم اور جنت کی صفات بیان کی گئیں اور سورۂ واقعہ میں پہلے قیامت کی صفات اور اس کی ہَولناکیاں بیان کی گئیں، پھر جنت اور جہنم کی صفات ذکر کی گئیں، پھر انسان کی تخلیق، نباتات، پانی اور آگ کا ذکر کیا گیا، اس کے بعد ستاروں کا اور آخر میں قرآنِ مجید کا ذکر کیا گیا۔[1]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

1 ......تناسق الدرر، سورة الواقعة، ص ١٢١.

وقف لازم

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جب ہولے گی وہ ہونے والی۔اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جب واقع ہونے والی واقع ہوگی۔(اس وقت) اس کے واقع ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔

﴿اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ: جب واقع ہونے والی واقع ہوگی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی جو کہ ضرور قائم ہونے والی ہے تو اس وقت ہر ایک اس کا اعتراف کرلے گا اور اس کے واقع ہونے کا کوئی انکار نہیں کرسکے گا۔ اور قیامت چونکہ بہر صورت واقع ہوگی اس لئے اس کا نام واقعہ رکھا گیا ہے۔[1]

قیامت ضرور واقع ہوگی

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت ضرور واقع ہوگی اس لئے ہر ایک کو قیامت سے ڈرنا چاہیے اور اس دن کے لئے دنیا کی زندگی میں ہی تیاری کرلینی چاہیے، چنانچہ قیامت کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ[2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے بدلہ نہ دے گی اور نہ کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

اور ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ﵕ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر جان کو اس کی کمائی

1 ......مدارك، الواقعة، تحت الآية: ١-٢، ص ١١٩٨، تفسير كبير، الواقعة، تحت الآية: ١-٢، ١٠/٣٨٤، بيضاوى، الواقعة، تحت الآية: ١-٢، ٥/٢٨٣، ملتقطاً.

2 ......بقرہ: ٤٨.

يُظْلَمُوْنَ [1]

بھرپور دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

اور ارشاد فرمایا:

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۟ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ [2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو کیسی حالت ہوگی جب ہم انہیں اس دن کے لئے اکٹھا کریں گے جس میں کوئی شک نہیں اور ہر جان کو اس کی پوری کمائی دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: کسی کو نیچا کرنے والی، کسی کو بلندی دینے والی۔

﴿خَافِضَةٌ: کسی کو نیچا کرنے والی۔﴾ اس آیت میں قیامت کا ایک وصف بیان کیا گیا کہ یہ کسی قوم کو اس کے اعمال کی وجہ سے جہنم میں گرا کر اسے نیچا کرنے والی ہے اور کسی قوم کو اس کے اعمال کی بنا پر جنت میں داخل کر کے اسے بلندی دینے والی ہے۔ [3]

حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ’’قیامت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہنم میں گرا کر ذلیل کرے گی اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو جنت میں داخل کر کے ان کے مرتبے بلند کرے گی۔ [4]

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اُونچے بنتے تھے قیامت انہیں پَست اور ذلیل کرے گی اور جو لوگ دنیا میں کمزور تھے (اور عاجزی و انکساری کیا کرتے تھے) ان

1 ...... بقرہ: ٢٨١.

2 ...... ال عمران: ٢٥.

3 ...... تفسیر سمرقندی، الواقعة، تحت الآية: ٣، ٣/٣١٣.

4 ...... تفسیر ابن ابی حاتم، الواقعة، تحت الآية: ٣، ١٠/٣٣٢٩.

کے مرتبے بلند کرے گی۔ (1)

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۙ﴿٤﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿٦﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جب زمین کانپے گی تھرتھرا کر۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے چُورا ہوکر۔ تو ہوجائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرّے پھیلے ہوئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: جب زمین بڑے زور سے ہلادی جائے گی۔ اور پہاڑ خوب چُورا چُورا کر دیئے جائیں گے۔ تو وہ ہوا میں بکھرے ہوئے غبار جیسے ہوجائیں گے۔

﴿**إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا: جب زمین تھرتھرا کر کانپے گی۔**﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب (قیامت قائم ہوگی تو اس وقت) زمین تھرتھرا کر کانپے گی جس سے اس کے اوپر موجود پہاڑ اور تمام عمارتیں گر جائیں گی اور یہ اپنے اندر موجود تمام چیزیں باہر آجانے تک کانپتی رہے گی اور پہاڑ چُورا ہوکر خشک ستو کی طرح ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور وہ اس وجہ سے ہوا میں بکھرے ہوئے غبار جیسے ہوجائیں گے۔ (2)

وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ﴿٧﴾ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ۬ مَآ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ؕ﴿٨﴾ وَأَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَآ أَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۚۙ﴿١٠﴾

---

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٣، ٤/٢٥٩.

2 ......روح البيان، الواقعة، تحت الآية: ٤-٦، ٩/٣١٦-٣١٧.

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم تین قسم کے ہوجاؤ گے۔تو دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے۔اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے۔اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور (اے لوگو!) تم تین قسم کے ہوجاؤ گے۔تو دائیں جانب والے (جنّتی) کیا ہی دائیں جانب والے ہیں۔اور بائیں جانب والے (یعنی جہنمی) کیا ہی بائیں جانب والے ہیں۔اور آگے بڑھ جانے والے تو آگے ہی بڑھ جانے والے ہیں۔

﴿وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً: اور تم تین قسم کے ہوجاؤ گے۔﴾ یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ نے قیامت کے دن مخلوق کا حال بیان فرمایا اور ان کی تین قسموں کے بارے خبر دی جن میں سے دو جنت میں جائیں گی اور ایک جہنم میں داخل ہوگی، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم قیامت کے دن تین قسموں میں تقسیم ہوجاؤ گے۔

پہلی قسم ان لوگوں کی ہوگی جو دائیں جانب والے ہوں گے۔ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو میثاق کے دن حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دائیں جانب تھے۔تیسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن عرش کی دائیں جانب ہوں گے۔اللّٰہ تعالیٰ نے دائیں جانب والوں کی شان ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ وہ کیا ہی اچھے ہیں کہ وہ بڑی شان رکھتے ہیں، سعادت مند ہیں اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

دوسری قسم ان لوگوں کی ہوگی جو بائیں جانب والے ہوں گے۔ان کے بارے میں بھی مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو میثاق کے دن حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بائیں جانب تھے۔تیسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن عرش کی بائیں جانب ہوں گے۔اللّٰہ تعالیٰ نے ان کی حقارت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ بائیں جانب والے کیا ہی برے ہیں کہ وہ بد بخت ہیں اور وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

تیسری قسم ان لوگوں کی ہوگی جو دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ یہاں آگے بڑھ جانے والوں سے کون لوگ مراد ہیں، اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس مقام پر نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے

مراد ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہجرت کرنے میں سبقت کرنے والے ہیں اور وہ آخرت میں جنت کی طرف سبقت کریں گے۔ایک قول یہ ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام قبول کرنے کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ان سے وہ مہاجرین اور اَنصار صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ مراد ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ جنت میں داخل ہونے میں آگے بڑھ جانے والے ہیں۔(1)

أُولَٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہی مقرب بارگاہ ہیں۔چین کے باغوں میں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہی قرب والے ہیں۔نعمتوں کے باغوں میں ہیں۔

﴿ أُولَٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ :وہی قرب والے ہیں۔﴾ یہاں سے ان تینوں اَقسام کے لوگوں کی جزا بیان فرمائی گئی اور سب سے پہلے آگے بڑھ جانے والوں کی جزا بیان کرتے ہوئے اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مُقَرَّب درجات والے ہیں اور وہ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔(2)

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اگلوں میں سے ایک گروہ۔اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔

---

1 ......تفسیر سمرقندی، الواقعة، تحت الآية: ٧-١٠، ٣/٣١٣-٣١٤، خازن، الواقعة، تحت الآية: ٧-١٠، ٤/٢١٦-٢١٧، مدارك، الواقعة، تحت الآية: ٧-١٠، ص ١١٩٨-١١٩٩، ملتقطاً.

2 ......تفسير سمرقندی، الواقعة، تحت الآية: ١١-١٢، ٣/٣١٤.

ترجمۂ کنزُالعِرفان: وہ پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہوگا۔ اور بعد والوں میں سے تھوڑے ہوں گے۔

﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ: وہ پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہوگا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ آگے بڑھ جانے والے پہلے لوگوں میں سے بہت ہیں اور بعد والوں میں سے تھوڑے ہیں۔ پہلے لوگوں سے کون مراد ہیں اس کی تفسیر میں صحیح قول یہ ہے کہ پہلے لوگوں سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امت ہی کے پہلے وہ لوگ مراد ہیں جو مہاجرین و انصار میں سے (اسلام قبول کرنے میں) سابقین اَوّلین ہیں اور بعد والوں سے ان کے بعد والے لوگ مراد ہیں۔ (1)

اَحادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ مرفوع حدیث میں ہے کہ ''یہاں اَوّلین وآخرین اسی اُمت کے پہلے اور بعد والے لوگ ہیں۔ (2)

اور حضرت ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ دونوں گروہ میری ہی امت کے ہیں۔ (3)

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿۱۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جڑاؤ تختوں پر ہوں گے۔ ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: (جواہرات سے) جَڑے ہوئے تختوں پر ہوں گے۔ ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے۔

﴿عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ: جڑے ہوئے تختوں پر ہوں گے۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مُقَرَّب بندوں کا مزید حال بیان کیا جارہا ہے کہ وہ جنت میں ایسے تختوں پر ہوں گے جن میں لعل، یاقوت اور موتی وغیرہ جواہرات جَڑے ہوں گے اور وہ ان تختوں پر عیش ونَشاط کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے موجود ہوں گے اور ایک

1 ......تفسیر کبیر، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ١٣-١٤، ١٠/٣٩٢، تفسیر سمرقندی، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ١٣-١٤، ٣/٣١٤، خازن، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ١٣-١٤، ٤/٢١٧، **خزائن العرفان، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۴، ص۹۸۷، ملتقطاً۔**

2 ......ابو سعود، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ١٤، ٥/٦٧٢.

3 ......مسند ابوداود طیالسی، بقیۃ احادیث ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ، ص ١٢٠، الحدیث: ٨٨٦.

دوسرے کو دیکھ کر مَسرور اور دل شاد ہوں گے۔ (1)

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿١٧﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢١﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ان کے گرد لیے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے۔ کوزے اور آفتابے اور جام آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کے۔ اس سے نہ اُنہیں دردِ سر ہو نہ ہوش میں فرق آئے۔ اور میوے جو پسند کریں۔ اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان کے اردگرد ہمیشہ رہنے والے لڑکے پھریں گے۔ کوزوں اور صراحیوں اور آنکھوں کے سامنے بہنے والی شراب کے جام کے ساتھ۔ اس سے نہ انہیں سر درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش میں فرق آئے گا۔ اور پھل میوے جو جنتی پسند کریں گے۔ اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔

﴿يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ: ان پر دَور چلائیں گے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حوروں کی طرح اہلِ جنت کی خدمت کے لئے ایسے لڑکے پیدا کئے ہیں جو نہ کبھی مریں گے، نہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ہی ان میں کوئی (جسمانی) تبدیلی آئے گی، یہ ہمیشہ رہنے والے لڑکے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب بندوں پر خدمت کے آداب کے ساتھ کوزوں، صراحیوں اور آنکھوں کے سامنے بہنے والی پاک شراب کے جام کے دَور چلائیں گے، وہ شراب ایسی ہے کہ اسے پینے سے نہ انہیں سر درد ہوگا اور نہ ان کے ہوش میں کوئی فرق آئے گا (جبکہ دنیا کی شراب میں یہ وصف نہیں کیونکہ اسے پینے سے حواس بگڑ جاتے ہیں اور بندے کے اَوسان میں فتور جاتا ہے) اور (شراب پیش کرنے کے ساتھ ساتھ)

1 ......ابو سعود، الواقعة، تحت الآية: ١٥-١٦، ٥/٦٧٢، ملتقطاً.

خدمتگار لڑکے وہ تمام پھل میوے اہلِ جنت کے پاس لائیں گے جو وہ پسند کریں گے اور ان پرندوں کا گوشت لائیں گے جن کی وہ تمنا کریں گے۔ (1)

اہلِ جنت کی خصوصی خدمت

اہلِ جنت پر کئے گئے ان انعامات کو ذکر کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِیْهَا وَ لَا تَاْثِیْمٌ ﴿۲۳﴾ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور پھلوں، میووں اور گوشت جو وہ چاہیں گے ان کے ساتھ ہم ان کی مدد کرتے رہیں گے۔ جنتی لوگ جنت میں ایسے جام ایک دوسرے سے لیں گے جس میں نہ کوئی بیہودگی ہوگی اور نہ گناہ کی کوئی بات۔ اور ان کے خدمت گار لڑکے ان کے گرد پھریں گے گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہیں۔

یاد رہے کہ خدمت گار لڑکوں کا اہلِ جنت کو پھل اور گوشت پیش کرنا ان کی خصوصی خدمت کے طور پر ہوگا ورنہ جنّتی درختوں پر لگے ہوئے پھل ان کے اتنے قریب ہوں گے کہ وہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں اسے پکڑ سکیں گے اور جس پرندے کی تمنا کریں گے وہ بُھنا ہوا ان کے سامنے حاضر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ (3)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور دونوں جنتوں کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ (4)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس کے پھل قریب ہوں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اگر جنّتی کو پرندوں کا گوشت کھانے کی خواہش ہوگی تو اس کی مرضی کے مطابق پرندہ اڑتا ہوا سامنے آ جائے گا، اور ایک قول یہ ہے کہ رِکابی میں (بھنا ہوا) آ کر سامنے

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ١٧-٢١، ٤/٢١٧-٢١٨، مدارك، الواقعة، تحت الآية: ١٧-٢١، ص١١٩٩، ملتقطاً.

2 ......طور: ٢٢-٢٤.

3 ......رحمن: ٥٤.

4 ......حاقه: ٢٣.

پیش ہوگا، اس میں سے جتنا چاہے گا جنتی کھائے گا، پھر وہ اُڑ جائے گا۔ [1]

جنّتی پرندوں سے متعلق 3 اَحادیث

آیت نمبر 21 میں اہلِ جنت کے لئے پرندوں کے گوشت کا ذکر کیا گیا، اس مناسبت سے ان پرندوں کے بارے میں 3 اَحادیث ملاحظہ ہوں۔

(1)......حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جنت کا پرندہ بُختی اونٹ کی طرح ہوگا اور وہ جنت کے درختوں میں چرے گا۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بے شک وہ پرندہ تو بہت اچھا اور عمدہ ہوگا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''اسے کھانے والا اس سے زیادہ عمدہ اور اعلیٰ ہوگا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم بھی اسے کھاؤ گے۔ [2]

(2)......حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''بے شک تم جنت میں اڑتے ہوئے پرندے کو دیکھو اور تمہارے دل میں اسے کھانے کی خواہش پیدا ہو تو وہ اسی وقت بھونا ہوا تمہارے سامنے پیش ہو جائے گا۔ [3]

(3)......حضرت میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''بے شک جنت میں جب کوئی آدمی پرندے کا گوشت کھانے کی خواہش کرے گا تو بُختی اونٹ کی طرح (بڑا) پرندہ آ جائے گا یہاں تک کہ اس کے دستر خوان پر ایسے (بُھن کر) پیش ہو جائے گا کہ اسے کوئی دھواں لگا ہوا ہوگا اور نہ ہی کسی آگ نے اسے چھوا ہوگا، وہ آدمی اس سے پیٹ بھر کر کھائے گا، پھر وہ پرندہ اُڑ جائے گا۔ [4]

وَحُوْرٌ عِیْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

1......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٢١، ٤/٢١٨.

2......مسند امام احمد، مسند المكثّرين من الصحابة، مسند انس بن مالك، ٤/٤٤١، الحديث: ١٣٣١٠.

3......رسائل ابن ابى الدنيا، صفة الجنة، ٦/٣٤٢، الحديث: ١٠٣.

4......رسائل ابن ابى الدنيا، صفة الجنة، ٦/٣٤٦، الحديث: ١٢٣.

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بڑی آنکھ والیاں حوریں۔ جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی۔ صلہ ان کے اعمال کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بڑی آنکھ والی خوبصورت حوریں ہیں۔ جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی ہوں۔ ان کے اعمال کے بدلے کے طور پر۔

﴿وَ حُوْرٌ عِیْنٌ: اور بڑی آنکھ والی خوبصورت حوریں ہیں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مُقَرَّب اہلِ جنت (کی خدمت) کے لئے بڑی آنکھ والی خوبصورت حوریں ہوں گی اور وہ حوریں ایسی ہوں گی جیسے موتی صَدَف میں چھپا ہوتا ہے کہ نہ تو اسے کسی کے ہاتھ نے چھوا، نہ دھوپ اور ہوا لگی اور اس وجہ سے وہ انتہائی صاف اور شفاف ہوتا ہے، الغرض جس طرح یہ موتی اچھوتا ہوتا ہے اسی طرح وہ حوریں اچھوتی ہوں گی۔ یہ بھی مروی ہے کہ حوروں کے تَبَسُّم سے جنت میں نور چمکے گا اور جب وہ چلیں گی تو اُن کے ہاتھوں اور پاؤں کے زیوروں سے تقدیس اور تمجید کی آوازیں آئیں گی اور یاقوتی ہار اُن کے گردنوں کے حسن و خوبی سے ہنسیں گے۔ (1)

﴿جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ: ان کے اعمال کے بدلے کے طور پر۔﴾ یعنی بارگاہِ الٰہی کے مُقَرَّب بندوں کو یہ سب کچھ ان کے دُنْیَوی نیک اعمال اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کے صِلہ میں ملے گا۔ (2)

لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِیْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲٦﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اس میں نہ سُنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری۔ ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس میں نہ کوئی بیکار بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات۔ مگر سلام سلام کہنا۔

---

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۲-۲۳، ۴/۲۱۸.

2 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ۲۴، ۴/۲۱۸.

﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا: اس میں نہ کوئی بیکار بات سنیں گے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں کوئی ناگوار اور باطل بات ان کے سننے میں نہ آئے گی البتہ وہ ہر طرف سے سلام سلام کا قول ہی سنیں گے کہ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے، فرشتے اہلِ جنت کو سلام کریں گے اور اللہ ربُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اُن کی جانب سلام آئے گا۔ (1)

وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ﳔ مَاۤ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ؕ﴿۲۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور دہنی طرف والے کیسے دہنی طرف والے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور دائیں جانب والے کیا دائیں جانب والے ہیں۔

﴿وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ: اور دائیں جانب والے۔﴾ اس سے پہلی آیات میں آگے بڑھ جانے والے، بارگاہِ الٰہی کے مُقرّب بندوں کی جزا اور ان کا حال بیان کیا گیا، اب یہاں سے اہلِ جنت کے دوسرے گروہ یعنی دائیں جانب والے اَصحاب کا ذکر فرمایا جارہا ہے کہ وہ لوگ جو دائیں جانب والے ہیں ان کی عجیب شان ہے (کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز ومُکرّم ہیں) اور ان کی اچھی صفات اور خوبیوں کی وجہ سے ان کے لئے جو کچھ تیار کیا گیا ہے اسے تم نہیں جان سکتے۔ (2)

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ لا وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ لا

ترجمۂ کنزالایمان: بے کانٹے کی بیریوں میں۔ اور کیلے کے گچھوں میں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بغیر کانٹے والی بیریوں کے درختوں میں ہوں گے۔ اور کیلے کے گچھوں میں۔

﴿فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ: بغیر کانٹے والی بیریوں کے درختوں میں ہوں گے۔﴾ یہاں سے دائیں جانب والوں کی جزا

---

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآیة: ٢٥-٢٦، ٤/٢١٨، مدارك، الواقعة، تحت الآیة: ٢٥-٢٦، ص ١٢٠٠، ملتقطاً.

2 ......خازن، الواقعة، تحت الآیة: ٢٧، ٤/٢١٨، روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ٢٧، ٩/٣٢٤، ملتقطاً.

بیان کی جارہی ہے کہ وہ ایسی جنّتوں میں مزے لوٹیں گے جن میں بیری کے ایسے درخت ہوں گے جن پر کانٹے نہیں لگے ہوں گے۔

بیری کے جنّتی درخت کی شان

حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک اللّٰہ تعالیٰ ہمیں دیہاتی مسلمانوں اوران کے (پوچھے گئے) سوالات کی وجہ سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ایک دن ایک دیہاتی مسلمان آئے اورانہوں نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، بے شک اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک اذِیَّت ناک درخت کا ذکر فرمایا ہے اور میرا یہ گمان نہیں کہ جنت میں کوئی ایسا درخت ہو جو اپنے مالک کے لئے تکلیف دِہ ثابت ہو۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سے ارشاد فرمایا ’’وہ کونسا درخت ہے؟ اس نے عرض کی: بیری کا درخت، (یہ اذِیَّت ناک اس لئے ہے) کہ اس کے اوپر کانٹے لگے ہوتے ہیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: (کیا اللّٰہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا) ’’فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ‘‘ اللّٰہ تعالیٰ اس کے کانٹے کاٹ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمائے گا، لہٰذا وہ درخت (کانٹوں کی بجائے) پھل اُگائے گا اور اس کے پھل میں 72 رنگ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے کوئی رنگ بھی دوسرے کے مشابہ نہ ہوگا۔ (1)

﴿وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ: اور کیلے کے گچھوں میں۔﴾ یعنی دائیں جانب والے ان جنّتوں میں مزے کریں گے جن میں کیلے کے ایسے درخت ہوں گے جو جڑ سے چوٹی تک کیلے کے گچھوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔

وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ﴿۳۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمیشہ کے سائے میں۔ اور ہمیشہ جاری پانی میں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور دراز سائے میں۔ اور جاری پانی میں۔

﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ: اور ہمیشہ کے سائے میں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ دائیں جانب والے ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے

1 ......مستدرك، كتاب التفسير، تفسيرسورة الواقعة، سدر الجنّة مخضود... الخ، ٣/٢٨٧، الحديث: ٣٨٣٠.

دراز سائے میں ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں سوار شخص سو سال تک دوڑتا رہے تو وہ اسے طے نہ کر سکے گا، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ”وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ“۔ [1]

جنت میں سایہ ہے یا نہیں؟

جنت میں سایہ ہے یا نہیں، اس بارے میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ جنت میں سورج نہ ہونے کے باوجود سایہ ہے، جیسا کہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”پوری جنت سائے دار ہے حالانکہ وہاں سورج نہیں ہے۔ [2]

اور بعض مفسرین کے نزدیک جنت میں سایہ نہیں اور آیت میں سائے سے اس کا مجازی معنی مراد ہے، جیسا کہ علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ یہاں آیت میں سائے سے (اس کا حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی معنی) راحت و آرام مراد ہے۔ [3]

﴿وَمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ: اور جاری پانی میں۔﴾ یعنی دائیں جانب والے ان جنتوں میں ہوں گے جن کی زمینی سطح پر پانی ہمیشہ کے لئے جاری ہوگا اور وہ جب چاہیں جہاں سے چاہیں کسی مشقت کے بغیر پانی حاصل کر لیں گے۔ [4]

وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بہت سے میووں میں۔ جو نہ ختم ہوں اور نہ روکے جائیں۔ اور بلند بچھونوں میں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بہت سے پھلوں میں۔ جو نہ ختم ہوں گے اور نہ روکے جائیں گے۔ اور بلند بچھونوں میں

1 ......بخاری، کتاب التفسیر، سورة الواقعة، باب وظلّ ممدود، ٣٤٥/٣، الحدیث: ٤٨٨١.

2 ......تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآیة: ٣٠، ١٥٣/٩، الجزء السابع عشر.

3 ......روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ٣٠، ٣٢٥/٩.

4 ......روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ٣١، ٣٢٥/٩، ملتقطاً.

ہوں گے۔

﴿وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ: **اور بہت سے پھلوں میں۔**﴾ اس آیت اوراس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دائیں جانب والے ان جنتوں میں ہوں گے جن میں مختلف اَجناس اور اَقسام کے بہت سے پھل ہیں اور وہ پھل کبھی ختم نہ ہوں گے کیونکہ جب بھی کوئی پھل توڑا جائے گا تو فوراً اس کی جگہ ویسے ہی دو پھل آ جائیں گے اور اہلِ جنت کو ان پھلوں کے استعمال سے نہ کوئی روک ٹوک ہوگی، نہ شرعی رکاوٹ، نہ طبی پابندی اور نہ کسی بندے کی طرف سے ممانعت ہوگی۔

﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ: **اور بلند بچھونوں میں ہوں گے۔**﴾ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ دائیں جانب والے جنتوں میں آرام کے بستروں میں ہوں گے جو جواہرات سے سجے ہوئے اونچے اونچے تختوں پر بچھے ہوئے ہوں گے۔ (1)

إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾

ع ۱۴ ۳۸

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اُٹھان اُٹھایا۔ تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں۔ اُنہیں پیار دِلاتیاں ایک عمر والیاں۔ دہنی طرف والوں کے لیے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا۔ تو ہم نے انہیں کنواریاں بنایا۔ محبت کرنے والیاں، سب ایک عمر والیاں۔ دائیں جانب والوں کے لیے۔

﴿إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً: **بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا۔**﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا تو ہم نے انہیں ایسی کنواریاں بنایا کہ جب بھی ان کے شوہر ان کے پاس جائیں گے وہ انہیں کنواریاں ہی پائیں گے اور وہ عورتیں اپنے شوہروں سے بے پناہ محبت کرنے والیاں ہیں اور ان سب کی عمر بھی ایک ہوگی کہ 33 سال کی جوان ہوں گی، اسی طرح ان کے شوہر

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٣٤، ٤/٢١٩، ملتقطاً.

بھی جوان ہوں گے اور یہ جوانی ہمیشہ قائم رہنے والی ہوگی۔(1)

بعض مفسرین کے نزدیک ان عورتوں سے دنیا کی عورتیں مراد ہیں اور بعض مفسرین کے نزدیک ان سے مراد حوریں ہیں۔(2)

کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی

یہاں ہم اسی آیت سے متعلق ایک دلچسپ روایت ذکر کرتے ہیں، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت نہ جائے گی۔ انہوں نے (پریشان ہوکر) عرض کی: تو پھر ان کا کیا بنے گا؟ (حالانکہ) وہ عورت قرآن پڑھا کرتی تھی۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ

اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے ان جنتی عورتوں کو ایک خاص انداز سے پیدا کیا۔ تو ہم نے انہیں کنواریاں بنایا۔(3)

﴿لِاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ: دائیں جانب والوں کے لیے۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہم نے ان عورتوں کو دائیں جانب والوں کے لئے پیدا کیا اور ایک تفسیر یہ ہے کہ جو نعمتیں بیان کی گئیں یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو دائیں جانب والے ہیں۔(4)

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اگلوں میں سے ایک گروہ۔ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہے۔ اور بعد والے لوگوں میں سے بھی ایک بڑا گروہ ہے۔

1 ......مدارك، الواقعة، تحت الآية: ٣٥-٣٧، ص ١٢٠٠، ملخصاً.

2 ......صاوی، الواقعة، تحت الآية: ٣٥، ٢٠٩١/٦.

3 ......مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثانی، ٢٠٠/٢، الحديث: ٤٨٨٨.

4 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٣٨، ٢١٩/٤.

﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ: **پہلے لوگوں میں سے ایک بڑا گروہ ہے۔**﴿ اس سے پہلے رکوع میں آگے بڑھ جانے والے اور بارگاہِ الٰہی کے مُقرّب بندوں کی دو جماعتوں کا ذکر کیا گیا تھا اور یہاں اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں دائیں جانب والوں کے دوگروہوں کا بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس اُمت کے پہلوں اور بعد والوں دونوں گروہوں میں سے ہوں گے، پہلا گروہ سیّدالمرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ہیں اور بعد والوں سے قیامت تک کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے بعد والے مراد ہیں۔

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ؕ﴿۴۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بائیں جانب والے کیا بائیں جانب والے ہیں۔

﴾ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ: **اور بائیں جانب والے۔**﴿ اہلِ جنت کے دوگروہوں کا حال اور ان کی جزا بیان کرنے کے بعد اب اہلِ جہنم کے گروہ کا حال اور اس کا انجام بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جن کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے، بدبختی میں ان کا حال عجیب ہے۔ (1)

فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ۙ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۙ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں۔ اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں۔ جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: شدید گرم ہوا اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور شدید سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ جو (سایہ) نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام بخش۔

﴾ فِیْ سَمُوْمٍ: **شدید گرم ہوا میں۔**﴿ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں بائیں جانب والوں کے تقریباً چار

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٤١، ٤/٢٢٠، ملخصاً.

عذاب بیان فرمائے گے۔(1)وہ جہنم کے اندر ایسی شدید گرم ہوا میں ہوں گے جو کہ مَساموں میں داخل ہو رہی ہوگی۔ (2)وہ وہاں کھولتے پانی میں ہوں گے۔(3)اس میں شدید سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔(4)وہ سایہ عام سایوں کی طرح نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ ہی خوش منظر اور آرام بخش۔(1)

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ﳔ اَىٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک وہ اس سے پہلے نعمتوں میں تھے۔اور اس بڑے گناہ کی ہَٹ رکھتے تھے۔اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں اور ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم اُٹھائے جائیں گے۔اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔اور بڑے گناہ پر ڈٹے ہوئے تھے۔اور کہتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے؟اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔

﴿اِنَّهُمْ: بیشک وہ۔﴾ یہاں سے بائیں جانب والوں کے عذاب کا مستحق ہونے کا سبب بیان کیا جارہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک بائیں جانب والے اس عذاب سے پہلے دنیا کے اندر کھانے پینے، اچھی رہائش اور خوبصورت مقامات وغیرہ نعمتوں سے خوشحال تھے اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں مُنْہمِک تھے اور وہ شرک جیسے بڑے گناہ پر ڈٹے ہوئے تھے اور وہ اپنے شرک کے ساتھ ساتھ سرکشی اور عناد کی وجہ سے یہ کہتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہماری کھال اور گوشت مٹی میں مل جائے گی اور ہم ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ضرور ہم زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ یا کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟

1......خازن، الواقعة، تحت الآية : ٤٢-٤٤، ٤/٢٢٠، جلالين، الواقعة، تحت الآية: ٤٢-٤٤، ص ٤٤٧، ملتقطاً.

یہاں ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ اس سے پہلے اہلِ جنت کے دو گروہوں کے حالات بیان ہوئے تو ان کے جنت کا مستحق ہونے کی وجہ بیان نہیں کی گئی جبکہ اہلِ جہنم کے گروہ کے حالات بیان کرتے وقت ان کے جہنمی ہونے کی وجہ بیان کی گئی، اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اہلِ جنت اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ **اللّٰہ** تعالیٰ کے فضل کی وجہ سے انہیں جنت کا داخلہ نصیب ہوا ہے اور اہلِ جہنم **اللّٰہ** تعالیٰ کے عدل کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئے ہیں۔ (1)

گناہوں پر اِصرار کا انجام

آیت نمبر 46 میں بائیں جانب والوں کے جہنم کے عذاب کا حق دار ہونے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی کہ وہ بڑے گناہ پر ڈٹے ہوئے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ پر اِصرار ایسی خطرناک چیز ہے جس کے انجام کے طور پر بندے کا ایمان مکمل طور پر سَلب ہو سکتا اور اس کا خاتمہ کفر کی حالت میں ہو سکتا ہے۔

حضرت عبد اللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’گناہوں پر اِصرار کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو گناہوں پر ڈٹے ہوئے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ (2)

اور حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ’’گناہوں پر اِصرار بہت سے گناہ گار مسلمانوں کو کفر پر موت کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ (3)

مزید فرماتے ہیں: شیطان گناہوں پر اِصرار کے ساتھ تمہیں مغفرت کی امید دلاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تم جو چاہے عمل کرو، بیشک **اللّٰہ** تعالیٰ بخشنے والا ہے، وہ تمہارے سارے گناہ بخش دے گا کیونکہ وہ تمہاری عبادت اور تمہیں عذاب دینے سے بے نیاز ہے۔ بے شک یہ ممکن ہے کہ **اللّٰہ** تعالیٰ بندے کے سارے گناہ بخش دے، لیکن مغفرت کی توقُّع رکھتے ہوئے گناہ پر گناہ کرتے چلے جانا ایسا ہے جیسے کوئی شفا ملنے کی امید پر زہر کھانا شروع کر دے۔ **اللّٰہ** تعالیٰ اگرچہ تمام کریموں

---

1 ......روح البیان، الواقعۃ، تحت الآیۃ: ٤٥-٤٨، ٩/٣٢٨-٣٢٩.

2 ......مسند امام احمد، مسند المکثّرین، مسند عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص رضی اللّٰہ تعالی عنہما، ٢/٥٦٥، الحدیث: ٦٥٥٢.

3 ......روح البیان، الانعام، تحت الآیۃ: ٧٠، ٣/٥١.

سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے لیکن وہ شدید عذاب دینے والا بھی تو ہے۔ (1)

لٰہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ گناہوں پر قائم رہنا چھوڑ دے اور گزشتہ گناہوں پر سچے دل سے نادم ہو کر توبہ کر لے اور اس وقت سے ڈرے جس کے بارے میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (2)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہنے لگے اب میں نے توبہ کی اور نہ ان لوگوں کی (کوئی توبہ ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، ہمارے ایمان کے نور اور ہمارے عقیدے کی شمع کو زوال کی انتہائی سخت گرجتی آندھی سے محفوظ فرما اور تمام اوقات اور ہر حال میں کلمہ ایمان پر ہمیں ثابت قدمی نصیب فرما، اٰمین۔

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کہ بیشک سب اگلے اور پچھلے۔ ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر۔ پھر بیشک تم اے گمراہو جھٹلانے والو۔ ضرور تھوہڑ کے پیڑ میں سے کھاؤ گے۔ پھر اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر

---

1 ......روح البیان، الملائکة، تحت الآیة: ٥، ٧/٣١٩ .

2 ......النساء: ١٨ .

کھولتا پانی پیو گے۔ پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اُونٹ پئیں۔ یہ ان کی مہمانی ہے انصاف کے دن۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تم فرماؤ: بیشک سب اگلے اور پچھلے لوگ۔ ضرور ایک معین دن کے وقت پر اکٹھے کیے جائیں گے۔ پھر اے گمراہو، جھٹلانے والو! بیشک تم۔ ضرور زقوم (نام) کے درخت میں سے کھاؤ گے۔ پھر اس سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ تو ایسے پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ انصاف کے دن یہ ان کی مہمانی ہے۔

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی 7 آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ فرما دیں کہ تم سے پہلے اور بعد والے لوگ جن میں تم اور تمہارے باپ دادا بھی شامل ہیں، یہ سب ضرور مرنے کے بعد ایک مُعیّن دن کے وقت پر اکٹھے کیے جائیں گے اور وہ قیامت کا دن ہے، پھر اے راہِ حق سے بہکنے والو اور حق کو جھٹلانے والو! بیشک تم جب دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور حساب کے بعد جہنم میں داخل ہو جاؤ گے تو ضرور زَقّوم نام کے کانٹے دار، کڑوے درخت میں سے کھاؤ گے، اور صرف اسے کھانا ہی تمہارے لئے کافی نہ ہوگا بلکہ بھوک کی شدّت کی وجہ سے تم اس سے پیٹ بھرو گے، پھر جب زقوم کھانے کے بعد تم پر پیاس کا غلبہ ہوگا تو کھولتا ہوا پانی عام طریقے سے نہیں بلکہ ایسے پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان پر ایسی بھوک مُسَلّط کی جائے گی کہ وہ مجبور ہو کر جہنم کا جلتا تھوہڑ کھائیں گے، پھر جب اُس سے پیٹ بھر لیں گے تو اُن پر پیاس مُسَلّط کی جائے گی جس سے مجبور ہو کر ایسا کھولتا ہوا پانی پئیں گے جو ان کی آنتیں کاٹ ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو ذکر کیا انصاف کے دن یہ ان کی مہمانی ہے۔ (1)

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾
ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے۔ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو۔ کیا تم اس کا

1 ......روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ۴۹-۵۶، ۹/۳۲۹-۳۳۰.

آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں سچ نہیں مانتے؟ تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو تم گراتے ہو۔ کیا تم اسے (آدمی) بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں؟

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ: ہم نے تمہیں پیدا کیا۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے انسان کی ابتدائی تخلیق سے اپنی قدرت اور وحدانیّت پر اِستدلال فرمایا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے کافرو! تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ تم کچھ بھی نہیں تھے، ہم تمہیں عدم سے وجود میں لے کر آئے تو تم مرنے کے بعد اٹھنے کو کیوں سچ نہیں مانتے حالانکہ جو پہلی بار پیدا کرنے پہ قادر ہے تو وہ دوبارہ پیدا کرنے پر (بدرجہ اَولیٰ) قادر ہے۔ اور اگر تمہیں اس بات میں کہ ہم تمہیں عدم سے وجود میں لائے ہیں، شک ہے تو یہ بتاؤ کہ منی کے ایک قطرے سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا اس سے عورتوں کے رحم میں لڑکے یا لڑکی کی شکل وصورت تم بناتے ہو یا ہم ہی اسے انسانی صورت دیتے ہیں اور اسے زندگی عطا فرماتے ہیں؟ جب ہم بے جان نطفے کو انسانی صورت عطا کر سکتے ہیں تو پیدا ہونے کے بعد مر جانے والوں کو زندہ کرنا ہماری قدرت سے کیا بعید ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ''یادرکھیں کہ (قرآنِ پاک میں) جب اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بارے میں جمع کے صیغہ کے ساتھ کوئی خبر دے تو اس وقت وہ اپنی ذات، صفات اور اَسماء کی طرف اشارہ فرما رہا ہوتا ہے، جیسے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [2] ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ واحد کے صیغہ کے ساتھ اپنی ذات کے بارے میں کوئی خبر دے تو اس وقت وہ صرف اپنی

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٥٧-٥٩، ٤/٢٢١، جلالين، الواقعة، تحت الآية: ٥٧-٥٩، ص ٤٤٧، تفسير كبير، الواقعة، تحت الآية: ٥٧-٥٩، ١٠/٤١٥-٤١٦، روح البيان، الواقعة، تحت الآية: ٥٧-٥٩، ٩/٣٣٠-٣٣١، ملتقطاً.

2 ......حجر: ٩.

ذات کی طرف اشارہ فرما رہا ہوتا ہے، جیسے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ [1] ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔

اور یہ اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ خود خبر دے، البتہ بندے پر لازم ہے کہ وہ (ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لئے واحد کا صیغہ بولے کبھی جمع کا صیغہ نہ بولے، جیسے) یوں کہے کہ اے اللہ! تو میرا رب ہے، یوں (ہرگز) نہ کہے کہ اے اللہ! آپ میرے رب ہیں، کیونکہ اس میں شرک کا شائبہ ہے جو تَوحید کے مُنافی ہے۔ [2] یعنی مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے واحد کا صیغہ استعمال کیا جائے۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ۙ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے نہیں۔ کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کردیں جس کی تمہیں خبر نہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہم نے تمہارے درمیان موت مقرر کردی اور ہم پیچھے رہ جانے والے نہیں ہیں۔ اس سے کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہیں ان صورتوں میں بنادیں جن کی تمہیں خبر نہیں۔

﴿نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ: **ہم نے تمہارے درمیان موت مقرر کردی۔**﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی حکمت اور مَشِیَّت کے تقاضے کے مطابق تم میں موت مقرر کردی اور تمہاری عمریں مختلف رکھیں، اسی لئے تم میں سے کوئی بچپن میں ہی مر جاتا ہے، کوئی جوان ہو کر، کوئی بڑھاپے اور جوانی کے درمیان عمر میں اور کوئی بڑھاپے

1 ......قصص: ۳۰.

2 ......روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ۵۷، ۹/۳۳۰.

تک پہنچ کر مرجاتا ہے، الغرض جو ہم مقدر کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ اور ہم اس بات سے پیچھے رہ جانے والے (بے بس) نہیں ہیں کہ تمہیں ہلاک کرکے تم جیسے اور بدل دیں اور تمہیں مَسخ کرکے بندر، سور وغیرہ کی ان صورتوں میں بنادیں جن کی تمہیں خبر نہیں۔ جب یہ سب ہماری قدرت میں ہے تو تمہیں دوبارہ پیدا کرنے سے ہم عاجز کس طرح ہوسکتے ہیں؟ (1)

انسان کو کہیں بھی اور کسی بھی وقت موت آسکتی ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کو موت کسی بھی وقت آسکتی ہے اور کسی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ بڑھاپے میں ہی موت کا شکار ہو بلکہ بھری جوانی میں اور مُتَوَسّط عمر میں بھی موت اپنے پنجے گاڑ سکتی ہے اور اس کیلئے کوئی جگہ بھی خاص نہیں بلکہ کہیں بھی آسکتی ہے اور اس سے کسی صورت فرار ہونا بھی ممکن نہیں نیز کسی کو بھی اس بات کی خبر نہیں کہ اس کی موت کب اور عمر کے کس حصے میں اور کہاں پر آئے گی، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر وقت نیک اعمال میں مصروف رہے، اپنی لمبی عمر پر بھروسہ نہ کرے اور آخرت کی تیاری سے کسی بھی وقت غفلت نہ کرے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''دنیا میں ایسے رہو گویا تم مسافر ہو یا راہ گیر اور اپنے آپ کو قبر والوں میں سے شمار کرو۔ (2)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''تمہارے درمیان میری مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کو نصیحت کرنے والا ہے، اس نے قوم کے پاس آکر کہا: میں ڈرانے والا ہوں اور موت حملہ آور ہونے والی ہے اور قیامت وعدے کی جگہ ہے۔ (3)

حضرت حسن بصری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے وعظ کے دوران فرماتے ''جلدی کرو، جلدی کرو، کیونکہ یہ چند سانس ہیں، اگر رک گئے تو تم وہ اعمال نہیں کرسکو گے جو تمہیں اللہ تعالٰی کے قریب کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالٰی اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی جان کی فکر کرتا ہے اور اپنے گناہوں پر روتا ہے۔ (4)

حضرت فضیل رقاشی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اے فلاں! لوگوں کی کثرت کے باعث اپنے آپ سے

---

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٦٠-٦١، ٤/٢٢١، مدارك، الواقعة، تحت الآية: ٦٠-٦١، ص١٢٠٢، ملتقطاً.

2 ......مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب الامل والحرص، الفصل الاول، ٢/٢٥٩، الحديث: ٥٢٧٤.

3 ......معجم الاوسط، باب الالف، من اسمه: احمد، ١/٣٨، الحديث: ٨٦.

4 ......احياء علوم الدين، كتاب ذكر الموت وما بعده، الباب الثاني، بيان المبادرة الى العمل... الخ، ٥/٢٠٥.

غافل نہ ہو کیونکہ معاملہ خاص تم سے ہوگا ان سے نہیں اور یہ نہ کہو کہ میں وہاں جاتا ہوں اور وہاں جاتا ہوں، اس طرح تمہارا دن ضائع ہو جائے گا اور موت تمہارے اوپر مُتَعَیَّن ہے اور جتنی جلدی نئی نیکی پرانے گناہ کو تلاش کر کر کے پکڑتی ہے اتنی جلدی تم نے کسی کو پکڑتے نہ دیکھا ہوگا۔ (1)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک تم جان چکے ہو پہلی اُٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور بیشک تم پہلی پیدائش جان چکے ہو تو پھر کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

﴿**وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى: اور بیشک تم پہلی پیدائش جان چکے ہو۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ تم اپنی پہلی پیدائش کے بارے میں جان چکے ہو کہ ہم تمہیں عدم سے وجود میں لائے ہیں تو پھر (اسے سامنے رکھتے ہوئے دوسری پیدائش کے متعلق) کیوں غور نہیں کرتے کہ جو ربّ تعالیٰ پہلی بار تمہیں عدم سے وجود میں لاسکتا ہے تو وہ تمہارے مرنے کے بعد تمہیں دوسری بار زندہ کرنے پر بھی یقیناً قادر ہے۔ (2)

تعجب کے قابل شخص

حضرت عبداللہ بن مسور ہاشمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دیکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرتا ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو پہلی بار کی پیدائش کو دیکھنے کے باوجود دوسری بار کی پیدائش کا انکار کرتا ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو موت کے گھیر لینے کو جھٹلاتا ہے حالانکہ وہ دن رات مرتا اور زندہ ہوتا ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو ہمیشگی کے گھر (یعنی جنت) کی تصدیق کرنے کے باوجود دھوکے کے گھر (یعنی دنیا) کے لئے کوشش میں مصروف ہے۔ اس بندے پر انتہائی تعجب ہے جو اِتراتا اور فخر و غرور کرتا ہے حالانکہ وہ نطفہ سے پیدا ہوا، پھر وہ سڑی

1 ......احياء علوم الدين، كتاب ذكر الموت وما بعده، الباب الثانى، بيان المبادرة الى العمل... الخ، ٥/٢٠٦.
2 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٦٢، ٤/٢٢١، ملخصاً.

ہوئی لاش بن جائے گا اور اِس دوران اُس پر کیا بیتے گی وہ اُسے معلوم ہی نہیں ۔[1]

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو بھلا بتاؤ تو کہ تم جو بوتے ہو۔ کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں ؟

﴿اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ: تو بھلا بتاؤ تو کہ تم جو بوتے ہو۔﴾ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے حشر ونشر پر اپنی قدرت کی ایک اور دلیل بیان فرمائی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! تم اس کھیتی میں غور کیوں نہیں کرتے جسے تم زمین میں کاشت کرتے ہو، کیا تم اس کی نَشو ونُما کرکے کھیتی بناتے ہو یا ہم ہی اسے کھیتی بنانے والے ہیں اور اس بات میں کوئی شک ہی نہیں کہ اگرچہ زمین میں بیج ڈالنا تم لوگوں کا کام ہے لیکن اس بیج سے بالیں بنانا اور اس میں دانے پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں ہے، تو جب اللہ تعالیٰ بیج سے فصل پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ تمہاری موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔[2]

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم چاہیں تو اسے روندن کردیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔ کہ ہم پر چٹی پڑی۔ بلکہ ہم بے نصیب رہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اگر ہم چاہتے تو اسے چورا چورا گھاس کردیتے پھر تم باتیں بناتے رہ جاتے۔ کہ ہم پر تاوان پڑ گیا

1 ......مسند شهاب قضاعی، الباب الاوّل، يا عجباً كل العجب... الخ، ١/٣٤٧، الحديث: ٥٩٥.

2 ......تفسير سمر قندی، الواقعة، تحت الآية: ٦٣-٦٤، ٣/٣١٨، خازن، الواقعة، تحت الآية: ٦٣-٦٤، ٤/٢٢١، روح البيان، الواقعة، تحت الآية: ٦٣-٦٤، ٩/٣٣٢، ملتقطاً.

ہے۔ بلکہ ہم بے نصیب رہے۔

﴿لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا: اگر ہم چاہتے تو اسے چورا چورا گھاس کردیتے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم اپنے لطف و رحمت سے اس کھیتی کی نَشو و نُما کرتے ہیں اور تم پر رحمت کرتے ہوئے اسے تمہارے لئے باقی رکھتے ہیں ورنہ اگر ہم چاہتے تو زمین میں جو بیج تم بوتے ہو اسے پوری طرح پھلنے پھولنے سے پہلے ہی چُورا چُورا کردیتے جو کسی کام کا نہ رہے، پھر تم حیرت زدہ اور نادم و غمگین ہوکر یہ باتیں بناتے رہ جاتے کہ ہمارا مال بیکار ضائع ہوگیا، بلکہ ہم اپنے رزق سے محروم رہے۔ (1)

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اُتارنے والے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟

﴿اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ: تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو تم پیتے ہو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا تم نے اس پانی پر غور نہیں کیا جو تم زندہ رہنے کے لئے پیتے ہو اور اس سے اپنی پیاس بجھاتے ہو، کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے، ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہم ہی اپنی قدرتِ کاملہ سے اسے اتارنے والے ہیں اور جب تم نے یہ جان لیا کہ ہم ہی اس پانی کو نازل کرنے والے ہیں تو صرف میری عبادت کرکے اس نعمت کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے اور دوبارہ زندہ کرنے پر میری قدرت کا انکار کیوں کرتے ہو؟ (2)

1 ...... ابن کثیر، الواقعة، تحت الآیة: ٦٥-٦٧، ٢٨/٨، خازن، الواقعة، تحت الآیة: ٦٥-٦٧، ٢٢١/٤-٢٢٢، روح البیان، الواقعة، تحت الآیة: ٦٥-٦٧، ٣٣٣/٩، ملتقطاً.

2 ...... تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآیة: ٦٨-٦٩، ١٦١/٩-١٦٢، الجزء السابع عشر، ابو سعود، الواقعة، تحت الآیة: ٦٨-٦٩، ٦٧٧/٥، ملتقطاً.

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم چاہیں تو اُسے کھاری کردیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اگر ہم چاہتے تو اسے سخت کھاری کردیتے پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے؟

﴿لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا: **اگر ہم چاہتے تو اسے سخت کھاری کردیتے۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو اس پانی کو سخت کھاری کردیتے، اور ایسا ہوجاتا تو تم نہ اسے پی سکتے تھے، نہ اس سے شجر کاری اور کھیتی باڑی کرسکتے تھے۔ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہاری معاشی بہتری، تمہارے فائدے اور پینے کے لئے میٹھا پانی نازل فرمایا اور تمہیں نقصان سے بچانے کے لئے کھاری پانی نازل نہ فرمایا تو پھر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے احسان و کرم کا کیوں شکر نہیں کرتے؟ (1)

اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا درخت پیدا کیا یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟

﴿اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ: **تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو۔**﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اس آگ کے بارے میں بتاؤ جو تم دو تر لکڑیوں سے روشن کرتے ہو، کیا تم نے اس کا درخت پیدا

1 ......تفسیر طبری، الواقعة، تحت الآیة: ٧٠، ٦٥٥/١١، خازن، الواقعة، تحت الآیة: ٧٠، ٢٢٢/٤، ملتقطاً.

کیا ہے؟ ایسا ہر گز نہیں بلکہ ہم ہی اسے پیدا کرنے والے ہیں، تو جب تم نے میری قدرت کو پہچان لیا تو میرا شکر ادا کرو اور دوبارہ زندہ کرنے پر میری قدرت کا انکار نہ کرو۔ اہلِ عرب (اس زمانے میں) دو مخصوص لکڑیوں کو ایک دوسرے سے رگڑ کر آگ جلایا کرتے تھے، اوپر والی لکڑی کو وہ زَند اور نیچے والی لکڑی کو زَندہ کہتے تھے اور جن درختوں سے یہ لکڑیاں حاصل ہوتی تھیں انہیں مَرْخ اور عَفار کہتے تھے۔ (1)

ایندھن حاصل کرنے کے موجودہ ذرائع اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے فی زمانہ ہمارے لئے ایندھن حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع جیسے کوئلہ، گیس اور تیل وغیرہ ظاہر فرما دیئے ہیں اور ان سے ہم آسانی کے ساتھ اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ جس طرح اُس درخت کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جسے رگڑ کر ایندھن حاصل کیا جاتا تھا اسی طرح کوئلہ، گیس اور تیل وغیرہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے، لہٰذا ہر بندے پر لازم ہے کہ وہ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿۷۳﴾ ج فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾ ع الثلثة

الثلثۃ ٢ ع ٣٦ ١٥

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے اسے جہنم کی یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ہم نے اسے یادگار بنایا اور جنگل میں سفر کرنے والوں کیلئے نفع بنایا۔ تو اے محبوب! تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو۔

﴿نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً: ہم نے اسے یادگار بنایا۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آگ کے دو فوائد بیان فرمائے،

1 ......تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآیة: ٧١-٧٢، ٩/١٦٢، الجزء السابع عشر، مدارك، الواقعة، تحت الآیة: ٧١-٧٢، ص١٢٠٣، ملتقطاً.

پہلا فائدہ یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس آگ کو جہنم کی آگ کی یادگار بنایا تاکہ دیکھنے والا اس آگ کو دیکھ کر جہنم کی بڑی آگ کو یاد کرے اور اللہ تعالیٰ سے اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کی گئی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یہ آگ بھی کافی گرم ہے۔ ارشاد فرمایا ’’وہ اس سے 69 حصے زیادہ گرم ہے اور ہر حصے میں اس کے برابر گرمی ہے۔ (1)

دوسرا فائدہ یہ ارشاد فرمایا کہ آگ کو جنگل میں سفر کرنے والوں کیلئے نفع مند بنایا کہ وہ اپنے سفروں میں شمعیں جلا کر، کھانا وغیرہ پکا کر اور خود کو سردی سے بچا کر اُس سے نفع اُٹھاتے ہیں۔ (2)

﴿ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ: تو اے محبوب! تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو۔﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قدرت کے دلائل اور تمام مخلوق پر اپنے انعامات ذکر فرمانے کے بعد اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ اپنے عظمت والے رب عَزَّوَجَلَّ کے نام کی ان تمام چیزوں سے پاکی بیان کریں جو مشرکین کہتے ہیں۔ (3)

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں۔ اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو مجھے تاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔

﴿ فَلَاۤ اُقْسِمُ: تو مجھے قسم ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم ارشاد فرمائی، ان جگہوں کے بارے میں امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔

(1)......ان سے مَشارق اور مَغارب مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ان سے صرف مغارب مراد ہیں کیونکہ ستارے

1......بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانّها مخلوقة، ۲/۳۹۶، الحدیث: ۳۲۶۵.

2......خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۷۳، ۴/۲۲۲، ملخصاً.

3......خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۷۴، ۴/۲۲۲.

اسی جگہ غروب ہوتے ہیں۔

(2)......ان سے آسمان میں بُروج اور (سیاروں یا ستاروں) کی مَنازل مراد ہیں۔

(3)......ان سے شَیاطین کو پڑنے والے شہابِ ثاقب کے گرنے کی جگہیں مراد ہیں۔

(4)......ان سے قیامت کے دن ستاروں کے مُنتشِر ہونے کے بعد گرنے کی جگہیں مراد ہیں۔ [1]

﴿وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ: **اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔**﴾ ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں علم ہو تو تم اس قسم کی عظمت جان لو گے کیونکہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور حکمت کے کمال پر دلالت کرتی ہے۔ [2]

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌۙ(۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔

﴿اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ: **بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔**﴾ کفارِ مکہ قرآنِ پاک کو شعر اور جادو کہا کرتے تھے، اللّٰہ تعالیٰ نے ستاروں کے ڈوبنے کی جگہوں کی قسم ارشاد فرما کر ان کا رد کرتے ہوئے اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں فرمایا کہ بے شک جو قرآن سرکارِ دوعالَم، محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل فرمایا گیا یہ شعر اور جادو نہیں اور نہ ہی یہ کسی کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے، بلکہ یہ عزت والا قرآن ہے کیونکہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی ہے اور اللّٰہ تعالیٰ نے اسے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا معجزہ بنایا ہے اور یہ محفوظ اور پوشیدہ کتاب لوحِ محفوظ میں موجود ہے جس میں تبدیل اور تحریف ممکن نہیں اور نہ ہی اس تک شَیاطین پہنچ سکتے ہیں۔ [3]

1......تفسیر کبیر، الواقعة، تحت الآية: ٧٥، ١٠/٤٢٦.

2......جلالین مع صاوی، الواقعة، تحت الآية: ٧٦، ٦/٢٠٩٦-٢٠٩٧.

3......تفسیر کبیر، الواقعة، تحت الآية: ٧٧-٧٨، ١٠/٤٢٨، خازن، الواقعة، تحت الآية: ٧٧-٧٨، ٤/٢٢٣، تفسیر قرطبی، الواقعة، تحت الآية: ٧٧-٧٨، ٩/١٦٤، الجزء السابع عشر، ملتقطاً.

فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍۙ(۷۸) لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَؕ(۷۹) تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: محفوظ نوِشتہ میں ۔اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پوشیدہ کتاب میں (ہے)۔اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے مالک کا اتارا ہوا ہے۔

﴿ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ: **اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔**﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اس محفوظ اور پوشیدہ کتاب کو فرشتے ہی چھوتے ہیں جو کہ شرک، گناہ اور ناپاک ہونے سے پاک ہیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کو شرک سے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کو وہ لوگ ہاتھ لگائیں جو باوضو ہوں اور ان پر غسل فرض نہ ہو۔[1]

حدیث شریف میں بھی اسی چیز کا حکم دیا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’قرآن پاک کو وہی ہاتھ لگائے جو پاک ہو۔[2]

قرآن پاک چھونے سے متعلق 7 اَحکام

یہاں آیت کی مناسبت سے قرآنِ مجید چھونے سے متعلق 7 اَحکام ملاحظہ ہوں،

(1)......قرآن عظیم کو چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔[3]

(2)......جس کا وضو نہ ہو اسے قرآنِ مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، البتہ چھوئے بغیر زبانی یا دیکھ کر کوئی آیت پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

1......خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۷۹، ٤/۲۲۳.

2......معجم صغیر، باب الیاء، من اسمه: یحیی، ص ۱۳۹، الجزء الثانی.

3......نور الایضاح، کتاب الطهارة، فصل فی اوصاف الوضوء، ص ٥۹.

(3)......جس کو نہانے کی ضرورت ہو (یعنی جس پر غسل فرض ہو) اسے قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے، یا چھوئے بغیر دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، یا کسی آیت کا لکھنا، یا آیت کا تعویذ لکھنا، یا قرآنِ پاک کی آیات سے لکھا تعویذ چھونا، یا قرآن پاک کی آیات والی انگوٹھی جیسے حروفِ مُقَطَّعات کی انگوٹھی چھونا یا پہننا حرام ہے۔

(4)......اگر قرانِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے۔ کرتے کی آستین، دُوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے کندھے پر ہے تو دوسرے کونے سے قرآن پاک چھونا حرام ہے کیونکہ یہ سب اس کے ایسے ہی تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔

(5)......روپیہ کے اوپر آیت لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وضو اور جنب اور حیض ونفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے، ہاں اگر روپے تھیلی میں ہوں تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یوہیں جس برتن یا گلاس پر سورت یا آیت لکھی ہو اس کو چھونا بھی انہیں حرام ہے اور اس برتن یا گلاس کو استعمال کرنا ان سب کے لئے مکروہ ہے، البتہ اگر خاص شفا کی نیت سے انہیں استعمال کریں تو حرج نہیں۔

(6)......قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو تو اسے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔

(7)......قرآنِ مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور دل میں پڑھتے جائیں۔ (1)

﴿تَنْزِیْلٌ: اتارا ہوا ہے۔﴾ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا رد کیا جو قرآن پاک کو شعر، جادو یا کہانت کہتے ہیں، اور ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن اس ربّ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو سب جہانوں کا مالک ہے تو پھر یہ شعر یا جادو کس طرح ہو سکتا ہے۔ (2)

اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾

---

(1)......بہار شریعت، حصہ دوم، غسل کا بیان، ۱/۳۲۶-۳۲۷، ملخصاً۔

(2)......خازن، الواقعة، تحت الآیة: ۸۰، ٤/٢٢٤، ملتقطاً۔

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو۔ اور اپنا حصّہ یہ رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: تو کیا تم اس بات میں سستی کرتے ہو؟ اور تم اپنا حصہ یہ بناتے ہو کہ تم جھٹلاتے رہو۔

﴿ **اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ** : **تو کیا تم اس بات میں سستی کرتے ہو؟** ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ اے اہلِ مکہ! تو کیا تم اللّٰہ تعالیٰ کے اس کلام کی تصدیق کرنے کی بجائے اس کا انکار کرتے ہو اور اس انکار کو معمولی سمجھتے ہو اور تم نے اس عظیم نعمت کا شکر کرنے کی بجائے قرآن کو جھٹلانا ہی اپنا حصہ قرار دے رکھا ہے۔ تفسیر خازن میں ہے، حضرت حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''وہ بندہ بڑا بدنصیب ہے جس کا حصہ اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب کو جھٹلانا ہو۔''[1]

بعض مفسرین نے اس آیت ''**وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ**'' کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں: اللّٰہ تعالیٰ نے تمہیں جو نعمتیں عطا کی ہیں تم نے ان کا شکر کرنے کی بجائے انہیں جھٹلانا اپنا حصہ بنا رکھا ہے۔[2] اور جھٹلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ نعمت ملنے کو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اَسباب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

حضرت زید بن خالد جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ''تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حُدَیْبِیہ کے مقام پر بارش والی رات میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے: اللّٰہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں'' ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے'' میرے بندوں نے صبح کی تو کچھ مجھ پر ایمان رکھنے والے اور کچھ منکر تھے، بہرحال جس نے کہا: اللّٰہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش برسائی گئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے نے بارش برسائی ہے تو وہ میرا منکر اور ستاروں پر یقین رکھنے والا ہے۔''[3]

---

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٨٢، ٤/٢٢٤.

2 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٨٢، ٤/٢٢٤.

3 ......بخاری، کتاب الاذان، باب يستقبل الامام الناس اذا سلّم، ١/٢٩٥، الحديث: ٨٤٦.

فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَ اَنْتُمْ حِیْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ نَحْنُ
اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ
مَدِیْنِیْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۸۷﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر کیوں نہ ہو کہ جب جان گلے تک پہنچے۔ اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہو۔ اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں۔ تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں۔ کہ اُسے لوٹا لاتے اگر تم سچّے ہو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر کیوں نہیں جب جان گلے تک پہنچے۔ حالانکہ تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔ اور ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔ تو اگر تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا تو کیوں نہیں۔ روح کو لوٹا لیتے، اگر تم سچے ہو۔

﴿ **فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ : پھر کیوں نہیں جب جان گلے تک پہنچے۔** ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اے کفار! تمہارا حال یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس وہ کتاب لائی جائے جس نے تمہیں اپنی مثل لانے سے عاجز کر دیا تو تم کہتے ہو کہ یہ جادو ہے اور یہ خود بنائی ہوئی کتاب ہے، اگر تمہاری طرف سچا رسول بھیجا جائے تو تم اسے جادوگر اور جھوٹا کہنے لگ جاتے ہو اور اگر ہم تمہیں بارش عطا کریں تو تم کہنے لگتے ہو کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے۔ اگر تم اپنی ان باتوں میں سچے ہو اور تمہارے خیال کے مطابق مرنے کے بعد اُٹھنا، اعمال کا حساب کیا جانا اور جزا دینے والا معبود وغیرہ یہ سب کچھ کوئی حقیقت نہیں ہے تو پھر تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ جب تمہارے پیاروں میں سے کسی پر نزع کا وقت طاری ہو اور اس کی روح حلق تک پہنچ چکی ہو تو تم (اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر) اس کی روح کو لوٹا دو، حالانکہ تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو کہ اس پر موت کی غشی طاری ہے اور اس کی روح بس نکلنے ہی والی ہے لیکن تم اس مرنے والے کی روح لوٹانے اور اس کی جان بچانے پر قادر نہیں البتہ ہم اس وقت اپنے علم وقدرت کے ساتھ تم سے زیادہ اس مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں کہ ہر چیز کو جانتے بھی ہیں اور سب کچھ کر بھی سکتے ہیں لیکن تم

اس چیز کو جانتے نہیں۔ جب تمہیں معلوم ہے کہ روح کو لوٹا دینا تمہارے اختیار میں نہیں ہے تو سمجھ جاؤ کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اس پر ایمان لاؤ۔[1]

فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے۔ تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: پھر وہ فوت ہونے والا اگر مقرب بندوں میں سے ہے۔ تو راحت اور خوشبودار پھول اور نعمتوں کی جنت ہے۔

﴿فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ: پھر وہ فوت ہونے والا اگر مقرب بندوں میں سے ہے۔﴾ یہاں سے موت کے وقت مخلوق کے طبقات کے احوال اور ان کے درجات بیان فرمائے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا آگے بڑھ جانے والے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہے تو اس کے لئے (موت کے وقت) راحت، خوشبودار پھول اور آخرت میں نعمتوں کی جنت ہے۔

حضرت ابو العالیہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں کہ مُقَرَّبین سے جو کوئی دنیا سے جدا ہوتا ہے تو اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے، وہ جب اس کی خوشبو لیتا ہے تو اس وقت اس کی روح قبض ہوتی ہے۔[2]

وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾

1 ......مدارك، الواقعة، تحت الآية: ٨٣-٨٧، ص ١٢٠٤-١٢٠٥، جلالين مع جمل، الواقعة، تحت الآية: ٨٣-٨٧، ٤٠٦/٧-٤٠٧، خازن، الواقعة، تحت الآية: ٨٣-٨٧، ٢٢٤/٤-٢٢٥، ملتقطاً.

2 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٨٨-٨٩، ٢٢٥/٤.

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر دہنی طرف والوں سے ہو۔ تو اے محبوب تم پر سلام ہے دہنی طرف والوں سے۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر وہ دائیں جانب والوں میں سے ہو۔ تو (اے حبیب!) تم پر دائیں جانب والوں کی طرف سے سلام ہو۔

﴿وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ: اور اگر وہ دائیں جانب والوں میں سے ہو۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا دائیں جانب والوں میں سے ہو تو اے اَنبیاء کے سردار! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان کا سلام قبول فرمائیں اور ان کے لئے غمگین نہ ہوں وہ اللّٰہ تعالیٰ کے عذاب سے سلامت اور محفوظ رہیں گے اور آپ ان کو اسی حال میں دیکھیں گے جو آپ کو پسند ہو۔(1)

بعض مفسرین نے ان آیات کے یہ معنی بھی بیان کئے ہیں کہ اگر مرنے والا دائیں جانب والوں میں سے ہو تو اے دائیں جانب والے! موت کے وقت اور اس کے بعد تمہارے ساتھی تم پر سلام بھیجیں گے۔(2)

وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّ تَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ ﴿٩٤﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو۔ تو اس کی مہمانی کھولتا پانی۔ اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور اگر مرنے والا جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو۔ تو کھولتے ہوئے گرم پانی کی مہمانی۔ اور بھڑکتی آگ میں داخل کیا جانا ہے۔

﴿وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ: اور اگر مرنے والا جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو۔﴾ اس آیت

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٩٠-٩١، ٤/٢٢٥.

2 ......روح البيان، الواقعة، تحت الآية: ٩٠-٩١، ٩/٣٤١.

اوراس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہو جو کہ بائیں جانب والے ہوں گے تو اس کے لئے (آخرت میں) کھولتا ہوا گرم پانی تیار کیا گیا ہے اور اسے جہنم کی بھڑکتی آگ میں داخل کیا جانا ہے۔[1]

ع ٣ ٢٢ ١٦

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

ترجمۂ کنزالایمان: یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے۔ تو اے محبوب! تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کرو۔

﴿اِنَّ هٰذَا: یہ بیشک۔﴾ یعنی مرنے والوں کے اَحوال اور جو مَضامین اس سورت میں بیان کئے گئے، اللّٰہ تعالیٰ کے اولیاء کے لئے تیار کی گئی جن نعمتوں اور اللّٰہ تعالیٰ کے دشمنوں کے لئے تیار کئے گئے جن عذابات کا ذکر ہوا اور اللّٰہ تعالیٰ کی وحدانیّت کے جو دلائل بیان ہوئے، یہ بے شک اعلیٰ درجے کی یقینی بات ہے اور اس میں تَرَدُّد کی کوئی گنجائش نہیں۔[2]

﴿فَسَبِّحْ: تو اے محبوب! تم پاکی بیان کرو۔﴾ حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں "جب یہ آیت "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ" نازل ہوئی تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "اسے اپنے رکوع میں داخل کرلو اور جب یہ آیت "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى" نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرلو۔[3]

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رکوع و سجود کی تسبیحات قرآنِ کریم سے ماخوذ ہیں۔

1 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٩٢-٩٤، ٤/٢٢٥.

2 ......خازن، الواقعة، تحت الآية: ٩٥، ٤/٢٢٥.

3 ......ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب مايقول الرجل فى ركوعه وسجوده، ١/٣٣٠، الحديث: ٨٦٩.